فضیلت کی راتیں

فضائل و مسائل

تالیف

مولانا نعیم الدین
فاضل جامعہ مدنیہ، لاہور

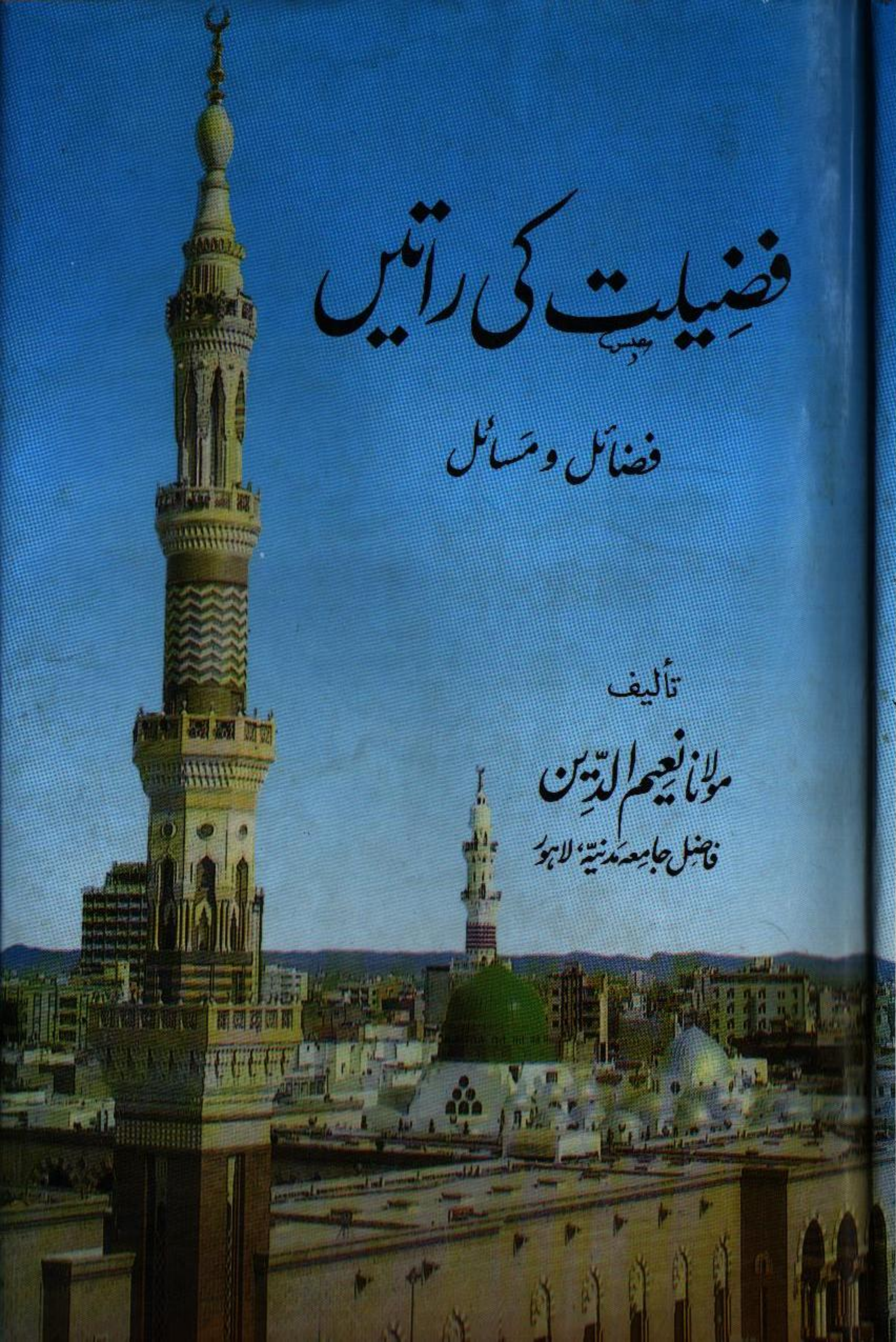

شبِ براءت

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت وبزرگی والی رات ہے
جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں۔

(۲۰) "مَا مِنْ لَيْلَةٍ بَعْدَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ" [۱]

لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرھویں شب سے زیادہ کوئی رات افضل نہیں۔

اس رات کے کئی نام ہیں۔

(۱) ليلة المباركه : برکتوں والی رات۔
(۲) ليلة الرحمة : اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاصہ کے نزول کی رات۔
(۳) ليلة الصك : دستاویز والی رات۔
(۴) ليلة البراءة : دوزخ سے چھٹکارا ملنے اور بری ہونے کی رات۔

---

[۱] لطائف المعارف لابن رجب الحنبلی ص ۱۴۵

عرفِ عام میں اسے شبِ برارت کہتے ہیں ۔ شب کے معنیٰ فارسی میں رات کے ہیں اور برارت عربی کا لفظ ہے جس کے معنیٰ بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں، چونکہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اس لیے اس رات کو "شبِ برارت" کہتے ہیں، یہ شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت اور خصوصیات ذکر کی گئی ہیں، پہلے ہم تفصیل سے وہ احادیث ذکر کرتے ہیں اس کے بعد جو احکام و مسائل ان احادیث سے مستنبط ہوتے ہیں وہ ذکر کیے جائیں گے، آج کل چونکہ شبِ برارت کی فضیلت میں وارد ہونے والی احادیث کے متعلق یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ "یہ احادیث سب کی سب یا تو موضوع و من گھڑت ہیں یا شدید قسم کی ضعیف ہیں"۔ اس لیے ہم ان احادیث کی سندی حیثیت بھی تفصیل کے ساتھ حاشیہ میں ذکر کریں گے تاکہ اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کی اچھی طرح سے قلعی کھل جائے اور ان لوگوں کو سادہ لوح عوام کے گمراہ کرنے کا موقعہ نہ ملے، لیجیے، پہلے وہ احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

اس شب میں کیا ہوتا ہے؟

(۲.۱) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے اس رات یعنی شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا

شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدِ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَ فِيْهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ [۱]

(الحدیث)

ہے، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس شب میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقررہ روزی اترتی ہے۔

(۲۲) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو خدا

---

[۱] مشکوٰۃ، ص ۱۱۵

النِّصفِ مِنْ شَعبَانَ دُفِعَ اِلٰی مَلَكِ المَوْتِ صَحِيفَةٌ فَيُقَالُ اقْبِضْ مَنْ فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ فَاِنَّ العَبدَ لَيَغرِسُ الغِرَاسَ وَيَنْكِحُ الاَزْوَاجَ وَيَبنِي البُنْيَانَ وَاِنَّ اسْمَهُ قَدْ نُسِخَ فِي المَوْتٰی» ؎۱

(۱۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ المُغِيرَةِ بْنِ الاَخْنَسِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ اِلٰی شَعْبَانَ

کی طرف سے ایک فہرست ملک الموت کو دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے اُن کی روحوں کو قبض کرنا، کوئی بندہ تو باغوں کے درخت لگا رہا ہوتا ہے کوئی شادی کرتا ہوتا ہے کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

حضرت عثمان بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ (ساکنانِ ارض کی) عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک طے کی جاتی ہیں یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اس

؎۱ لطائف المعارف، ص: ۱۴۸، ماثبت بالسنة عربی اردو ص: ۳۵۳ طبع دارالاشاعت کراچی، مصنف عبدالرزاق، ج ۴، ص ۳۱۷

حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهٗ فِى الْمَوْتٰى" [۱]

کے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔

(۲۴) عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُوْحِى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ بِقَبْضِ كُلِّ نَفْسٍ يُرِيْدُ قَبْضَهَا فِىْ تِلْكَ السَّنَةِ" [۲]

حضرت راشد بن سعدؒ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالےٰ ان تمام روحوں کو قبض کرنے کی تفصیل ملک الموت کو بتا دیتے ہیں جو اس سال میں قبض کی جائیں گی۔

شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور چند افراد کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں

(۲۵) عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

---

[۱] جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری ج ۲۵، ص ۶۵، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۶، تفسیر القرآن العظیم لابن الکثیر ج ۴، ص ۱۳۷، وقال حدیث مرسل۔ شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۶

[۲] اخرجہ الدینوری فی المجالسۃ روح المعانی ج ۲۵، ص ۱۱۳

الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَنْزِلُ اللّٰهُ
اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا
لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ
شَيْءٍ اِلَّا رَجُلٍ
مُشْرِكٍ اَوْ رَجُلٍ فِيْ
قَلْبِهٖ شَحْنَآءُ" ؎

(۲۶) عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ
فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ
فَقَالَ اَكُنْتِ
تَخَافِيْنَ اَنْ يَحِيْفَ

عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ
نصف شعبان کی شب آسمان
دُنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتے
ہیں اور اس شب ہر کسی کی
مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے
مشرک کے یا ایسے شخص کے
جس کے دل میں بغض ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے
پاس نہ پایا تو میں آپ کی
جستجو میں نکلی، کیا دیکھتی ہوں
کہ آپ جنت البقیع میں تشریف
فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا

؎ شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۸۰، شرح السنۃ للبغوی ج ۴ ص ۱۲۶۔ قال الہیثمی رواہ البزار وفیہ عبد الملک بن عبد الملک ذکرہ ابن ابی حاتم فی الجرح والتعدیل ولم یضعفہ وبقیۃ رجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵ قال المنذری فی ترغیبہ روی البزار والبیہقی من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بنحوہ باسناد لا باس بہ، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۵۹۔ قال الالبانی لا بأس باسنادہ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۳، ص ۱۳۷۔

اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ
قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
ظَنَنْتُ اَنَّكَ
اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ
فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى
يَنْزِلُ لَيْلَةَ
النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا
فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ
مِنْ عَدَدِ
شَعْرِ غَنَمِ
كَلْبٍ" ۱؎

(اے عائشہؓ) کیا تمہیں یہ
اندیشہ ہے کہ خدا اور رسول
تم پر زیادتی کر سکتے ہیں؟
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خیال
ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری اہلیہ
کے پاس تشریف لے گئے ہیں؟
آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تبارک
وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب
آسمانِ دنیا کی طرف نزولِ اجلال
فرماتے ہیں اور بنو کلب کی
بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں
کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

۱؎ رواه الترمذی وقال حدیث عائشة لا نعرفه الا من هذا الوجه من حدیث الحجاج وسمعت محمدًا يضعف هذا الحدیث وقال یحیی بن ابی کثیر لم یسمع من عروة وقال محمد والحجاج لم یسمع من یحیٰی بن کثیر، ترمذی، ج ۱، ص ۱۵۶، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مسند احمد ج ۶، ص ۲۳۸، شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۷۹، فضائل الاوقات ص ۱۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰، ص ۴۳۷، شرح السنۃ للبغوی ج ۴، ص ۱۲۶، منتخب مسند عبد بن حمید ص ۴۳۷، مشکوٰۃ ص ۱۱۴، قال الالبانی وجملة القول ان الحدیث بمجموع هذه الطرق صحیح بلا ریب والصحة تثبت

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہیں جس کی برکت سے سوائے چند افراد کے سب کی مغفرت ہو جاتی ہے

(۲۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ۔[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات نظرِ رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ سوائے مُشرک اور کینہ ور کے،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) باقل منها عددًا ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشان فی هذا الحديث الخ سلسلة الاحاديث الصحيحة ۔ ج ۳، ص۱۳۸

البانی کہتے ہیں ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ان تمام طُرُق کے سبب بلاشک وشُبہہ صحیح ہے اور صحتِ حدیث تو ان طُرُق سے بھی کم سے ثابت ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ ضعفِ شدید سے سلامت رہے جیسا کہ اس حدیث کا معاملہ ہے (کہ اس کا ضعف شدید نہیں ہے، لہٰذا یہ تعدد طُرُق کی وجہ سے صحیح ہے)

[1] ابن ماجہ ص ۱۰۱، شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۸۲، فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۱۵، قال الالبانی فی تحقیقہ للمشکوٰۃ باسناد ضعیف، فیہ ابن لهيعة وهو

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۴۸) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلٰى خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ"۔ ؎

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماکر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ورکے،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ضعیف وقد اضطرب فی اسنادہ وفیہ انقطاع ایضًا لما نصّ علیہ المنذری لکن الحدیث قوی عندی لشواھدہٖ وقد ذکرتھا فی تعلیقی علی رسالۃ الاخ محمد نسیب الرفاعی فی ھٰذہ اللیلۃ، مشکوٰۃ محقق، ج ۱، ص ۴۰۹۔

؎ رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات ص ۱۱۹، وقال محققہٗ عدنان عبد الرحمٰن اسنادہ حسن، ورواہ البیہقی فی شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۲ وقال وقد روینا ھٰذا من اوجہٍ وفی ذالک دلالۃ علی ان للحدیث اصلاً من حدیث مکحول، ورواہ ابن حبان فی صحیحہٖ (ج ۱۲، ص ۴۸۱) وقال محققہ شعیب الارنؤوط حدیث صحیح بشواھدہٖ رجالہ ثقات الا ان فیہ انقطاعا مکحول لم یلق مالک بن یخامر ورواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر ج ۲۰، ص ۹۱، وقال محققہ حمدی عبدالمجید السلفی قال شیخنا فی تعلیقہ

(۲۹) عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِطَّلَعَ اللّٰہُ اِلٰی خَلْقِہٖ فَیَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یُمْلِیْ لِلْکَافِرِیْنَ وَ یَدَعُ اَھْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِھِمْ حَتّٰی یَدَعُوْہُ [۱]	حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو خداوند عالم اپنی مخلوق پر نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں، کافروں کو مہلت دیتے ہیں اور کینہ وروں کو اُن کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں تاوقتیکہ وہ کینہ وری چھوڑ دیں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) علی رسالۃ لیلۃ النصف من شعبان ص ۲، وھو حدیث صحیح لشواھدہ الکثیرۃ .... فھذہ الطرق الکثیرۃ لا یشک من وقف علیھا ان الحدیث صحیح لاسیما و بعض طرقہ حسن لذاتہ، کحدیث معاذ و ابی بکر رضی اللہ عنھما الخ قال الھیثمی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط و رجالھما ثقات، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۶۵

[۱] رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات، ص ۱۲۱، وفی شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۱، وقال وھو ایضا بین مکحول و ابی ثعلبۃ مرسل جید، ورواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر (ج ۲۲، ص ۲۲۴) وقال محققہ قال شیخنا فی ظلال الجنۃ (۱/۲۲۴)

(۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " يَطَّلِعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهٖ اِلَّا لِاثْنَيْنِ مُشَاحِنٍ وَّ قَاتِلِ نَفْسٍ " ؎	حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب اللہ عزّو جلّ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سوائے دو شخصوں کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں (۱) کینہ ور (۲) کسی کو ناحق قتل کرنیوالا ۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حدیث صحیح ورجاله ثقات غیر الاحوص بن حکیم فانه ضعیف الحفظ کما فی التقریب فلعله یستشهد به فیتقوی بحدیث معاذ وتقدم (۲۰/ ۲۱۵) وبشواهده المتقدمة وغیرها مما سبقت الاشارة الیه قلت ذکر تلك الشواهد شیخنا فی سلسلة الاحادیث الصحیحة (رقم ۱۱۴۴)

؎ مسند احمد ج ۲، ص ۱۷۶ وذکره الهیثمی وقال فیه ابن لهیعة وهو لیّن وبقیة رجاله وثقوا، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵ وذکر المنذری فی ترغیبه (ج ۳ ص ۴۶۰) وقال رواه احمد باسنادٍ لینٍ، قال الالبانی " وهذا اسناد لا بأس به فی المتابعات والشواهد، قال الهیثمی وابن لهیعة لین الحدیث وبقیة رجاله وثقوا وقال الحافظ المنذری واسناده لین، ولکن تابعه رشدین بن سعد بن حیی به اخرجه ابن حیوة فی حدیثه فالحدیث حسنٌ "، سلسلة الاحادیث الصحیحة ج ۳، ص ۱۳۶۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كَانَ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِعِبَادِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ"۔ ؎۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سوائے مشرک اور کینہ ور کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

(۳۲) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "یَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ كُلَّهُمْ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ" ؎۲

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سوائے مشرک اور کینہ ور کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

؎۱ رواہ البزار، قال الهیثمی فیه هشام بن عبد الرحمٰن ولم اعرفه و بقیة رجاله ثقات مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵۔

؎۲ رواہ البزار و قال الهیثمی فیه عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم وثقه احمد بن صالح وضعفه جمهور الائمة، وابن لهیعة لین، وبقیة رجاله ثقات، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۶۵۔

(۳۳) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَهْلِ الْاَرْضِ اِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ» [1]

حضرت کثیر بن مرۃ رحمہ اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) شعبان کی پندرہویں شب اللہ عزوجل، تمام اہل زمین کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مُشرک اور کینہ ور کے۔

شب برأت میں ایک منادی کی ندا

(۳۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادٰى مُنَادٍ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ؟

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے

---

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان (ج ۳، ص ۳۸۱) وقال ھٰذا مرسل جید، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰، ص ۴۳۸، مصنف عبدالرزاق ج ۴، ص ۳۱۶۔

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهٗ ؟ فَلَا يَسْأَلُ اَحَدٌ شَيْئًا اِلَّا اُعْطِيَ اِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا اَوْ مُشْرِكٌ "۔[1]

کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اُس کو عطا کروں اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مُشرک کے۔

شب برأت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور شب بیداری کی

(۳۵) قالت عائشة دخل عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع عنه ثوبيه ثم لم يستتمّ ان قام فلبسهما فاخذتني غيرة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے، تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ نے ان کو پھر پہن لیا مجھ کو یہ خیال آیا کہ اپ اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی

---

[1] رواه البیہقی فی فضائل الاوقات (ص ۱۲۵) وقال محققه عدنان عبدالرحمن اسنادهٗ حسنٌ ورواه البیہقی فی شعب الایمان، ج ۳، ص ۳۸۳۔

شدیدۃٌ فظننتُ
انہ یاتی بعض
صو یحباتی فخرجت
اتبعہ فادرکتہ
بالبقیع، بقیع الغرقد
یستغفر للمؤمنین
والمؤمنات والشہداء
فقلت بابی وامی
انتَ فی حاجۃ ربکَ
وانا فی حاجۃ
الدنیا فانصرفتُ
فدخلتُ حجرتی
ولی نفس عالٍ
لحقنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
فقال «ماھذا النفس
یا عائشۃ؟» فقالت
بابی وامی اتیتنی
فوضعتَ عنک ثوبیک
ثم لم تستتم ان
قمتَ فلبستھما فاخذتنی

اور کے پاس جا رہے ہیں
اس لیے مجھے بہت غیرت
آئی، میں آپ کے پیچھے
پیچھے ہو لی، جا کر دیکھا تو آپ
جنت البقیع میں مسلمان مردوں
اور عورتوں کے لیے استغفار
کر رہے ہیں میں نے دل میں
کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ
قربان جائیں آپ خدا کے کام
میں مصروف ہیں اور میں
دُنیا کے کام میں، میں وہاں
سے واپس اپنے حجرے میں چلی
آئی (اس آنے جانے میں)
میرا سانس پھول گیا، اتنے میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
تشریف لے آئے اور دریافت
فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا
ہے میں نے عرض کیا آپ پر
میرے ماں باپ قربان ہوں
آپ میرے پاس تشریف لائے
اور آپ نے جلدی سے دوبارہ

غيرة شديدة ظننت انك تأتى بعض صويحباتى حتى رأيتك بالبقيع تصنع ما تصنع، قال "يا عائشة اكنتِ تخافين ان يحيف الله عليكِ ورسوله بل اتانى جبريل عليه السلام فقال هذه الليلة ليلة النصف من شعبان و لله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها الى مشرك ولا الى مشاحن ولا الى قاطع رحم ولا الى

کپڑے پہن لیے، مجھ کو یہ خیال کر گئے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواجِ مطہرات میں کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں جا دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا، عائشہ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ (اصل بات یہ ہے کہ) جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں، مگر اس میں خدا تعالیٰ مشرکین، کینہ ور، رشتے ناطے توڑنے والے، ازار ٹخنوں

مسبلٍ ولا الی عاقٍّ
لوالدیه ولا الی
مدمن خمر، قال
ثم وضع عنه ثوبیه
فقال لی "یا عائشة
تَأْذَنِیْنَ لی فی قیام
هذه اللیلة" فقلت
نعم بابی وامی
فقام فسجد لیلاً
طویلاً حتی ظننت
انه قبض فقمت
اُلتمستهُ ووضعت
یدی علی
باطن قدمیه فتحرك
ففرحت وسمعته
یقول فی سجوده
"اعوذ بعفوك
من عقابك واعوذ
برضاك من سخطك
واعوذ بك منك جل
وجهك لا احصی ثناءً

سے نیچے رکھنے والے،
ماں باپ کے نافرمان
اور شراب کے عادی لوگوں
کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتے،
اس کے بعد آپ نے فرمایا اے
عائشہ کیا تم مجھ کو اجازت دیتی
ہو کہ آج رات قیام کروں مَیں
نے کہا کہ بیشک آپ پر میرے
ماں باپ قربان ہوں، آپ نے
قیام کے بعد ایک، طویل سجدہ
کیا یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہُوا
کہ آپ کی وفات ہو گئی ۔
مَیں نے چھونے کا ارادہ کیا
اور آپ کے تلووں پر اپنا ہاتھ
رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی،
مَیں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا
مانگتے سُنا " اَعُوذُ بِعَفوِكَ
مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوذُ بِرِضَاكَ
مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوذُبِكَ مِنكَ
جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً
عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی

عليك انت كما اثنيت على نفسك" فلما اصبح ذكرتهن له فقال يا عائشة تعلمتهن؟ فقلت نعم فقال تعلميهن وعلميهن فان جبريل عليه السلام علمنيهن وامرني ان اردّدهن في السجود[1]

نَفسِكَ" صبح کو میں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور، آپ نے فرمایا کہ سیکھ لو، مجھ کو یہ کلمات جبریل علیہ السّلام نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔

(۳۶) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَالِكَ قُمْتُ حَتّٰى حَرَّكْتُ اِبْهَامَهُ

حضرت علاء بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اُٹھی اور

---

[1] رواه البیهقی فی شعب الایمان (ج ۳، ص ۳۸۴) وقال وهذا اسناد ضعیف وروی من وجہ آخر

فَتَحَرَّكَ فَرَجَعْتُ
فَلَمَّا رَفَعَ اِلَیَّ
رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ
وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ
قَالَ يَا عَائِشَةُ
اَوْ يَا حُمَيْرَاءُ اَظَنَنْتِ
اَنَّ النَّبِيَّ قَدْ
خَاسَ بِكِ، قُلْتُ
لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلٰكِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ
قُبِضْتَ لِطُوْلِ سُجُوْدِكَ
فَقَالَ اَتَدْرِيْنَ
اَیَّ لَيْلَةٍ هٰذِهٖ؟
قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهٖ
لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ اِنَّ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ يَطَّلِعُ
عَلٰى عِبَادِهٖ
فِیْ لَيْلَةِ النِّصْفِ
مِنْ شَعْبَانَ

آپ کے پاؤں کے انگوٹھے
کو حرکت دی، اس میں
حرکت ہوئی، میں واپس
لوٹ آئی جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سجدے سے
سر اٹھایا اور نماز سے فارغ
ہوئے تو فرمایا اے عائشہ
یا فرمایا اے حمیراء کیا تمہارا
یہ خیال ہے کہ (اللہ کا)
نبی تمہاری حق تلفی کرے گا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بخدا ایسی
بات نہیں ہے، درحقیقت مجھے
یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کی
وفات ہوگئی ہے کیونکہ آپ
نے سجدے بہت لمبے کیے
تھے۔ آپ نے فرمایا جانتی بھی
ہو یہ کونسی رات ہے؟ میں
نے عرض کیا اللہ اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا

فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ وَ يَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِيْنَ وَ يُؤَخِّرُ اَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ ۔ ؎	یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتے ہیں بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں طالبینِ رحم پر رحم فرماتے ہیں اور کینہ وروں کو انکی حالت ہی پر چھوڑ دیتے ہیں۔

شب براءت میں شب بیداری اور صبح روزہ رکھنے کا حکم

(۳۷) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ	حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو نماز پڑھو اور اگلے دن روزہ رکھو، کیونکہ غروبِ شمس سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر رہتے ہیں اور فرماتے

؎ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال هذا مرسل جید ج ۳، ص ۳۸۲

اِلیٰ سَمَآءِ الدُّنیا فَیقُوْلُ	ہیں "ہے کوئی مجھ سے بخشش
اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ لِّیْ	مانگنے والا کہ میں اسے بخش
فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا	دوں ؟ ہے کوئی رزق طلب
مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ	کرنے والا کہ میں اسے رزق
اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَا	دے دوں ؟ ہے کوئی مصیبت
فِیَهٗ اَلَا کَذَا	زدہ کہ میں اسے مصیبت سے
اَلَا کَذَا حَتّٰی	نجات دوں ؟ ہے کوئی ایسا
یَطْلُعَ الْفَجْرُ" [1]	ہے کوئی ویسا "

شب برات سے متعلق احکام و مسائل

نمبر ۱ ، مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ شب برات ایک انتہائی فضیلت و بزرگی والی رات ہے اس رات کے متعلق دس جلیل القدر صحابہ کرام سے روایات منقول ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکر[1]، حضرت علی مرتضیٰ[2]، حضرت عائشہ[3] صدیقہ، حضرت معاذ[4] بن جبل، حضرت ابو ہریرہ[5]، حضرت عوف[6] بن مالک، حضرت ابو موسیٰ[7] اشعری، حضرت عبد اللہ[8] بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ثعلبہ[9] خشنی، حضرت عثمان[10] بن ابی العاص رضی اللہ عنہم، اُن کے علاوہ جلیل القدر تابعین سے بھی بہت سی روایات منقول ہیں۔ ہم نے یہ روایات نمبروار ذکر کر کے ان کے متعلق جو

---

[1] ابن ماجہ، ص ۱۰۰، شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۷۸ فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۱۵ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۱۴ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۴۲

قدوحرح محدثین نے کی ہے وہ حاشیہ میں ذکر کر دی ہے، اس قدر کثیر روایات کی موجودگی میں بھی اگر کوئی اس شب کی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو اس کا نصیب۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم . چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اہل سُنّت والجماعت ہمیشہ سے اس شب کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں، چنانچہ علامہ ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۷ھ) شب برات کے متعلق اسلاف کا نظریہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا شك انها ليلة مباركة عظيمة القدر عند الله تعالیٰ .... وكان السلف رضی اللہ عنهم يعظمونها ويشمرون لها قبل اتيانها فما تأتيهم الا وهم متاهبون للقائها والقيام بحرمتها علیٰ ما قد علم من احترامهم للشعائر علیٰ ما تقدم ذكره"۔ [1]	اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالےٰ کے یہاں بڑی عظمت والی ہے اور (ہمارے) اسلاف رضی اللہ عنہم اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لیے تیاری کرتے تھے، جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حُرمت و عظمت بجالانے کے لیے مستعد ہوتے تھے، کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ وہ شعائر اللہ کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا۔

[1] المدخل: ج ۱، ص ۲۹۲

یاد رہے کہ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ[۱] کا یہ بیان کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، آپ یہ بیان اس کتاب میں دے رہے ہیں جو آپ نے خاص کر بدعات کی تردید میں لکھی ہے اس میں آپ شبِ براءت کے متعلق اسلاف کا نظریہ اور طریقہ

---

[۱] علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۸۵۲ھ) آپ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"آپ کا نام و نسب اس طرح ہے ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدری، آپ فاس کے رہنے والے ہیں وہیں آپ نے حدیث کی سماعت کی پھر مصر چلے آئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، آپ نے حافظ تقی الدین عبید الاسعردی سے مؤطا امام مالک کی سماعت کی اور آگے اسے نقل کیا۔ آپ نے شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ الزیاتؒ کی صحبت اختیار کی نتیجہ اُن کی برکات آپ میں لوٹ آئیں اور آپ مصر میں بزرگی اور مشیخت کے لحاظ سے مرجعِ خلائق بن گئے۔"

آپ کی کتاب "المدخل" کا تعارف کراتے ہوئے ابن حجر رقمطراز ہیں۔

"وجمع کتاباً سماه المدخل	آپ نے ایک کتاب بھی لکھی جسکا نام المدخل رکھا۔
کثیر الفوائد، کشف فیه عن	کتاب بڑی فائدہ مند ہے اس میں آپ نے اُن برائیو
معایب و بدع یفعلها	اور بدعتوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے جن کا لو
و یتساهلون فیها واکثرها	ارتکاب کرتے ہیں اور جن میں لوگ مساہلت برت
مما ینکر و بعضها	ہیں، ان میں اکثر منکرات ہیں اور بعض میں مش
مما یحتمل۔"	ہونے کا احتمال ہے،

جمادی الاولیٰ ۷۳۷ھ میں اسّی سال عمر پاکر آپکا (قاہرہ میں) انتقال ہوا اخیر عمر میں آپ دیکھنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تھے۔

ہمارے شیخ شمس الدین محمد بن علی بن ضرغام بن سکر کو آپ سے اجازت حاصل تھی" (الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ج ۴، ص ۲۳۷۔)

ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے اسلاف اس رات کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لیے تیاری کرتے تھے۔

نمبر ۲۔ اس شب میں بڑے بڑے اُمور انجام پاتے ہیں، یعنی اس ۱ سال جنہیں پیدا ہونے والے ہیں اُن کے نام لکھ دیے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جنہوں نے مرنا ہے اُن کے نام بھی لکھ دیے جاتے ہیں۔ اس ۳ شب بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ یعنی بارگاہِ خداوندی میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس ۴ شب میں مخلوق کو جو اس سال رزق ملنا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک شبہہ کا دفعیہ

یہاں ایک شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امور تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھے جا چکے ہیں پھر اس شب میں ان اُمور کے لکھے جانے کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے ان فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمّہ یہ کام ہیں۔

ایک اعتراض اور اسکا جواب

کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شبِ برارت میں جن امُور کی انجام دہی کا ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں اوّلاً تو اس لیے کہ یہ قرآن کی آیت فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (اس رات میں ہر ایک کام جو حکمت پر مبنی ہے تصفیہ پاتا ہے) کے خلاف ہے اس لیے کہ اس سے مُراد مفسرین نے لیلۃ القدر لی ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان امور کی انجام دہی لیلۃ القدر میں ہوتی ہے نہ کہ شبِ برارت میں اسی اعتراض کی بنا پر یہ لوگ شبِ برارت سے متعلق احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اس اعتراض کے مفسّرین و محدثین نے بہت سے جواب دیے ہیں۔ یہاں ہم چند ایک ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی ۱۰۱۴ھ

تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا نزاع فی ان لیلة النصف من شعبان یقع فیها فرق کما صرح به الحدیث وانما النزاع فی انها المرادة من الآیة والصواب انها لیست مرادة منها، وحینئذ یستفاد من الحدیث والآیة وقوع ذالک الفرق فی کل من اللیلتین اعلاما بمزید شرفهما ویحتمل ان یقع الفرق فی لیلة النصف ما یصدر الی

اس میں تو کوئی نزاع نہیں کہ شعبان کی پندرھویں شب میں مذکورہ امور انجام پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (۲۱) سے صراحت ہو رہی ہے، البتہ اس میں نزاع ہے کہ آیۃ کریمہ (فِیهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ) سے شب برارت مراد ہے یا نہیں، درست بات یہی ہے کہ اس آیت سے شب برارت مراد نہیں اس وقت آیت کریمہ اور حدیث مبارک سے یہ مستفاد ہوگا کہ ان امور کی انجام دہی دونوں راتوں ہی میں ہوتی ہے، ان دونوں راتوں کی مزید شرف و بزرگی بتلانے کے لیے یہ احتمال بھی ہے کہ پندرھویں شعبان میں ان امور کی انجام دہی کا

ليلة القدر ويحتمل ان يكون الفرق في احداهما اجمالاً وفي الأُخرىٰ تفصيلا او تخص احداهما بالامور الدنيوية والاخرىٰ بالامور الاخروية وغير ذالك من الاحتمالات العقلية"۔ ؎

فیصلہ ہوتا ہو جو لیلۃ القدر تک انجام پاتے ہیں۔ نیز یہ احتمال بھی ہے کہ ان امور کی انجام دہی ـــ ایک شب میں اجمالاً ہوتی ہو، دوسری شب میں تفصیلاً، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں راتوں میں سے ایک کو اُمورِ دنیویہ کی انجام دہی کے ساتھ خاص کردیا جائے اور دوسری کو اُمورِ اخرویہ کی انجام دہی کے لیے خاص کیا جائے اس کے علاوہ اور احتمالاتِ عقلیہ بھی نکل سکتے ہیں۔

علامہ قرطبی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں

"وقيل يبدأ في استنساخ ذالك من اللوح المحفوظ في ليلة البراءة

ایک قول یہ ہے کہ ان اُمور کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شبِ برارت سے ہوتا ہے اور

؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۹۵۔

و یقع الفراغ فی لیلة القدر" [1]	اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

(۳۸) "وروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقضی الاقضیۃ لیلۃ النصف من شعبان وتسلم الی اربابھا لیلۃ السابع والعشرین من شھر رمضان" [2]	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تمام اُمور کے فیصلے تو شبِ براءت میں ہوتے ہیں اور جن فرشتوں نے ان اُمور کو انجام دینا ہے ان کے سپرد رمضان کی ستائیسویں شب (لیلۃ القدر) میں کیے جاتے ہیں۔

ان تصریحات کے بعد کسی قسم کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہنا چاہیے، ہم چونکہ ظاہر بیں ہیں اس لیے ہمیں شک وشبہہ اور تردد پیش آتا رہتا ہے، لیکن بارگاہِ الٰہی کے مقرب صاحبِ کشف اہل اللہ اپنے نورِ باطن سے بہت کچھ دیکھ لیتے ہیں اس لیے اُنھیں کسی قسم کا شک وتردد نہیں رہتا۔ اس سلسلہ میں ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک کشف ذکر کرتے ہیں جس سے مذکورہ احادیث کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۶، ص ۱۲۸۔

[2] روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج ۲۵، ص ۱۱۳۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۴ھ) کا کشف

حضرت مجدد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

" اسی طرح شعبان المعظم ۱۰۳۳ھ کی پندرہویں شب کو جب آپ حرم سرا میں تشریف لے گئے تو آپ کی اہلیہ صاحبہ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ " اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آج کس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اور کس کا باقی رکھا گیا ہے" یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ تم تو شک وشبہہ میں یہ بات کہہ رہی ہو لیکن اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو بچشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔" [1]

(اس میں اپنی جانب اشارہ تھا)

نمبر ۳، شب برات میں اللہ تعالیٰ عام معمول سے ہٹ کر مغرب کے بعد سے لے کر صبح صادق تک آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتے ہوئے لاتعداد انسانوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ البتہ کچھ محروم القسمت لوگ ایسے ہیں جو اس شب میں بھی نظرِ رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

شب برات میں نظرِ رحمت سے محروم رہنے والے لوگ

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنیوالا۔

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۲۸۵، یہ کتاب فارسی میں ہے ہم نے اس کا ترجمہ مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ کی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۲۲۵ سے نقل کیا ہے۔

(۲) کینہ رکھنے والا۔
(۳) کسی انسان کو ناحق قتل کرنے والا۔
(۴) بدکار عورت۔
(۵) قطع رحمی کرنے والا یعنی رشتے ناطے توڑنے والا۔
(۶) تہبند، پاجامہ، ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔
(۷) والدین کا نافرمان۔
(۸) شراب خوری کی عادت رکھنے والا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ان بُرے افعال سے جس قدر جلد ہو سکے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ختم ہو جائے۔

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم — رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم
خُدا کی یاد جوانی میں غافلو کرلو — ورنہ وقتِ فضیلت تمام ہوتا ہے

نمبر ۴، شبِ برات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟ ہے کوئی سائل کہ میں اُس کا سوال پُورا کر دوں؟ ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسے رزق دے دوں؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت و تکلیف کو دُور کر دوں؟ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا ہر رات ہوتی ہے جیسا کہ دیگر احادیث[1] سے معلوم ہوتا ہے، لیکن شبِ برات اور عام راتوں میں یہ فرق ہے کہ عام راتوں میں یہ ندا آخری تہائی رات میں ہوتی ہے اور شبِ برات میں یہ ندا غروبِ آفتاب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتی ہے، ہمیں چاہیے کہ اس رات کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ

---

[1] دیکھیے بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۶

کے حضور میں اپنی جائز حاجات پیش کریں، اس سے رزقِ حلال طلب کریں اپنی مصیبت اور پریشانیوں کے دفعیہ کی دُعا کریں۔

شبِ جمعہ کی فضیلت میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ پانچ راتوں میں دُعا قبول ہوتی ہے اُن میں سے ایک شبِ برارت ہے اس لیے اس رات خوب الحاح وزاری کے ساتھ قبولیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے دُعا کریں ہماری اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوگی کہ خود مولائے کریم فرمائیں کہ مانگو میں دینے کیلئے تیار ہوں۔

نمبر ۵، شبِ برارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شب بیداری کی، دوسروں کو بھی شب بیداری کا حکم دیا اور نہ صرف حکم دیا بلکہ جاگنے کی فضیلت بھی بتلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۳۹) "مَنْ اَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ" [۱]

جس نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لیے جنّت واجب ہوگئی (۱) آٹھویں ذی الحجہ کی شب (۲) نویں ذی الحجہ کی شب (۳) عید الاضحیٰ کی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) پندرہویں شعبان کی رات۔

اسی لیے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ شبِ برارت میں قیام کرنا یعنی رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا مستحب ہے چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"وَمن المندوبات	اور مستحبات میں سے ہے
احياء ليالى العشر	رمضان کی آخری دس راتوں

---

[۱] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲

من رمضان وليلتي العيدين وليالي عشر ذي الحجة وليلة النصف من شعبان كما وردت به الاحاديث وذكرها في الترغيب والترهيب مفصلة"[1]

میں، عیدین کی راتوں میں، ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرنا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، یہ احادیث "ترغیب و ترہیب" میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"ومن المندوبات ركعتا السفر والقدوم منه واحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان والعشر الاخير من رمضان والاول من ذي الحجة"[2]

اور مستحبات میں سے ہے۔ سفر میں جاتے وقت اور واپس آکے دو رکعتیں پڑھنا اور عیدین کی رات میں، شعبان کی پندرھویں شب میں، رمضان کے آخری عشرہ میں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں شب بیداری کرنا

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) تحریر فرماتے ہیں

---

[1] البحر الرائق، ج ۲، ص ۵۲۔

[2] الدر المختار مع شرح رد المحتار، ج ۲، ص ۲۴، ۲۵۔

"(و) ندب احياء ليلة النصف من شعبان" الخ له

اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا۔

مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"لا كلام في استحباب احياء ليلة البراءة بما شاء من العبادات وباداء التطوعات فيها كيف شاء لحديث ابن ماجة والبيهقي في شعب الايمان عن علي مرفوعًا ...... وفي الباب احاديث اخر اخرجها البيهقي وغيره على ما بسطها ابن حجر المكي في الايضاح والبيان

شب برارت میں بیدار رہ کر مختلف قسم کی نفلی عبادات کے اندر مشغول رہنے کے مستحب ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے دلیل اس کی ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی رضؓ سے مرفوعاً مروی حدیث ہے اور اس سلسلہ میں دوسری احادیث بھی ہیں جن کو بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الایضاح والبیان" میں تفصیل سے بیان کیا ہے' یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم

له نور الایضاح مع شرح وحاشیہ طحطاوی، ص ۳۲۵، طبع مصر۔

دالة على ان النبي
صلى الله عليه وسلم
اكثر في تلك
الليلة من العبادة
والدعاء وزار القبور
ودعا للاموات
فيعلم بمجموع
الاحاديث القولية
والفعلية استحباب
اكثار العبادة فيها
فالرجل مخير
بين الصلوٰة وغيرها
من العبادات فان
اختار الصلوٰة
فكمية اعداد
الركعات وكيفيتها
مفوضة اليه مالم يأت
بما منعه الشارع
صراحةً او اشارةً"۔ ؎

صلی اللہ علیہ وسلم اس
رات کو زیادہ سے زیادہ
عبادات اور دُعائیں فرماتے
تھے اور آپ نے زیارتِ
قبور بھی کی تھی اور مُردوں
کے لیے دُعا بھی کی تھی اور
ان تمام قولی و فعلی احادیث
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
اس شب زیادہ سے زیادہ
عبادت کرنا مستحب ہے،
ہر بندے کو اختیار ہے
چاہے نماز پڑھے یا کوئی
اور عبادت کرے، اگر وہ
نماز پڑھنے کو اختیار کرے
تو رکعتوں کی تعداد اور کیفیت
میں بھی اس کو اختیار ہے
درصورتیکہ کوئی ایسا کام نہ کرے
جس سے شارع علیہ السلام نے
صراحتاً یا اشارتاً منع کیا ہو۔

؎ الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، ص، ۷۳، ۷۴۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے، لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے"۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

"ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں۔

(۱) رات کو جاگ کر نماز پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہنا۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عاقبت اور اپنے مقاصدِ دارین کی دعا مانگنا"۔ [2]

اکابر اہلِ سنّت کا ہمیشہ سے اس رات میں شب بیداری کا معمول رہا ہے، علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) تلمیذ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"وليلة النصف من شعبان كان التابعون من اهل الشام كخالد بن

اہل شام میں سے جلیل القدر تابعین مثلاً حضرت خالد بن معدان رح، حضرت مکحول رح، حضرت لقمان بن عامر رح [3] وغیرہ شعبان کی

---

[1] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص ۱۷۔

[2] فضائل و احکام شبِ برارت، ص ۸۔

[3] حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، ستر صحابۂ کرام کی زیارت سے مشرف تھے، شہرت سے گھبراتے تھے، علم کی دولت کے ساتھ عمل کی دولت سے مالا مال تھے، دن بھر میں ستر ہزار تسبیح پڑھتے تھے، یزید بن عبد الملک کے دورِ حکومت میں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

لقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها ویجتهدون فیها فی العبادة وعنهم اخذ الناس فضلها وتعظیمها" ۱

پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں خُوب مبالغہ کے ساتھ عبادت کرتے تھے انہی حضرات سے لوگوں نے شب برارت کی فضیلت و بزرگی کو اخذ کیا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ اس رات میں شب بیداری کریں اور خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں، جو لوگ اس رات کے قیام کو بدعت سمجھتے ہیں ان کے معاملہ کو خُدا کے حوالے کرکے ان سے بچیں اور ہرگز ان کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں، سوچنے کی بات ہے جو عمل خود حضور علیہ السّلام سے ثابت ہو، اسلاف اس پر

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت مکحول شامی رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ الحدیث، فقیہ اور مجتہد تھے، بڑے بڑے علماء آپ کی جلالتِ علمی کے معترف تھے، آپ نے حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہند داری، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو امامہ حضرت عبدالرحمن بن غنم، حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہم سے براہِ راست احادیث کی سماعت کی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ ۱۱۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حضرت لقمان بن عامر رحمہ اللہ، آپ حمص (شام) کے رہنے والے تھے، حضرت ابو درداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے حدیث کی سماعت کی ہے ابن حبان نے آپ کو ثقات میں لکھا ہے۔

۱ لطائف المعارف، ص ۱۴۴۔

کاربند رہے ہوں۔ فقہائے کرام جسے مستحب قرار دے رہے ہوں وہ عمل بدعت ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا عمل بھی بدعت ہے تو پھر سنّت و مستحب کونسا عمل ہوگا؟

ع — بریں عقل و دانش بباید گریست

شب برأت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟

حضرت حسن بن عمار بن علی الشرنبلانی حنفی (متوفیٰ ۱۰۶۹ھ) رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"و معنی القیام ان یکون مشتغلا معظم اللیل و قیل بساعة منه یقرأ او یسمع القرآن او الحدیث او یسبح او یصلی علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔" [۱]	شب بیداری کا مطلب یہ ہے کہ اس رات کے اکثر حصّہ میں اور ایک قول کے مطابق کچھ حصّہ میں قرآن و حدیث کے پڑھنے یا سننے میں مشغول رہے یا تسبیح پڑھتا رہے، یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر درود بھیجتا رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں شب بیداری کے لیے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں ہے، طبعی نشاط کے ساتھ جس طرح بھی خدا کو یاد کر سکیں کریں چاہے قرآن و حدیث کی تلاوت و سماعت میں مشغول رہیں چاہے تسبیح پڑھتے رہیں چاہے دُرود شریف پڑھتے رہیں چاہے نوافل پڑھتے رہیں۔ بہت سے بزرگوں کا معمول صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا ہے اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح

---

[۱] مراقی الفلاح مع — حاشیہ طحطاوی، ص ۳۲۶۔

پڑھ لیں اس کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

بعض کتابوں میں بزرگوں سے منقول خاص نوافل و اعمال کی حقیقت!

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ بعض کتابوں میں کچھ بزرگوں سے فضیلت کی راتوں میں جو خاص خاص قسم کے نوافل اور عملیات منقول ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟ کیونکہ بعض لوگ ان پر بڑے بھونڈے انداز میں اعتراض کرتے ہیں اور بعض لوگ ان کے معمولات کو اپنا کر عمل شروع کر دیتے ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بزرگوں سے منقول نوافل وغیرہ کی حقیقت ظاہر فرمائی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ارشاد کو پیش کر دیا جائے۔

آپؒ فرماتے ہیں :۔

"ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ یہ جو بعضی اوراد کی کتابوں میں پندرہویں شب ـــــ میں خاص نوافل پڑھنے کو لکھ دیا ہے یہ کوئی قید نہیں جو چیز شرعاً بے قید ہے اس کو بے قید ہی رکھو۔ حدیث میں نوافل کی کوئی قید نہیں آئی بلکہ جو عبادت آسان ہو وہ کر لو۔ اس میں نوافل بھی آ گئے اور وہ بھی کسی ہیئت کے ساتھ نہیں۔

باقی بزرگوں کے کلام میں جو خاص ہیئت کے نوافل کا ذکر آیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ کسی بزرگ نے کسی مرید کے لیے اس کی خاص حالت کے اقتضاء سے اس کو تجویز کیا ہوگا اور اس کے حق میں یہی مصلحت ہوگا۔ اب اس کو عام کر لینا یہ بدعت ہے۔ باقی بزرگوں کو برا نہ کہے"[۱]

---

[۱] حقیقت عبادت ص ۴۵۵

کیا شبِ براءت میں شب بیداری کے لیے ساری رات جاگنا ضروری ہے؟ اگر نہیں تو کس حصّہ میں جاگنا زیادہ افضل ہے؟

اس سلسلہ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

" اب بات قابلِ غور یہ ہے کہ کون سے حصۂ شب میں جاگنا زیادہ افضل ہے اس کا فیصلہ قرآن سے بھی ہوتا ہے اور حدیث سے بھی کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیرِ شب میں جاگنا اشد ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا	بے شک رات کے جاگنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے

اور ناشئۃ اللیل سونے کے بعد متحقق ہوتا ہے (کذا فی الجلالین القیام بعد النوم) جب وہ اشد ہوا کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے نفس پر مشقت کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو وہی افضل ہوگا۔ آخر سورت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشد ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

عَلِمَ أَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ	اس کو معلوم ہے کہ تم ضبط نہیں کر سکتے۔

اور عدمِ احصار آخرِ شب میں ہو سکتا ہے۔ یہ تو قرآن سے معلوم ہوا حدیث سے بھی اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آخرِ شب کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں اور قواعدِ عقلیہ بھی اس پر شاہد ہیں کیونکہ وہ وقت سونے کا ہے

اور سونا ترک کرنا مشکل ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو اُٹھ کر التجا کرتا ہے تو میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں۔ اس لیے کہ میری وجہ سے اپنی بیوی اور گرم بستر کو چھوڑ دیا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخیر حصّہ رات کا افضل ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس حصّہ میں جاگنا دشوار ہو وہ اول ہی حصّہ میں کچھ کر لے کیونکہ اور راتوں میں تو خدا تعالیٰ کا نزول اخیر شب میں ہوتا ہے اور اس رات میں اول ہی شب سے نزول ہو جاتا ہے اس لیے جن لوگوں کا اخیر شب میں عبادت کرنا دشوار ہو وہ اول ہی شب میں عبادت کر کے فضیلت حاصل کر لیں"۔[1]

شب بیداری کے لیے مساجد میں اکٹھا ہونا؟

اس رات میں شب بیداری کرنا چونکہ صرف ایک مستحب عمل ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ یہ عمل تنہا کیا جائے اس کیلئے مسجدوں میں ہرگز اجتماع نہ کیا جائے۔ فقہاء کرام نے فضیلت کی راتوں میں شب بیداری کے لیے مسجدوں میں اجتماع کو مکروہ لکھا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ہذہ اللیالی فی المساجد"۔[2] فضیلت کی راتوں میں شب بیداری کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"و یکرہ الاجتماع فضیلت کی راتوں میں (جن

---

[1] حقیقت عبادت ص ۲۶۶۔

[2] البحر الرائق ج ۲، ص ۵۲۔

علی احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی (المتقدم ذکرھا رفی المساجد) وغیرھا لانہ لم یفعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا اصحابہ فانکرہ اکثر العلماء من اھل الحجاز منھم عطاء وابن ابی ملیکۃ و فقھاء اھل المدینۃ واصحاب مالک وغیرھم وقالوا ذالک کلہ بدعۃ،، ؎	کا پیچھے ذکر گزر چکا ہے) شب بیداری کے لیے اجتماع کرنا چاہے مسجدوں میں ہو یا کہیں اور بہر صورت مکروہ ہے کیونکہ اس طرح نہ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور نہ آپ کے صحابہ نے، اہلِ حجاز کے اکثر علماء جن میں عطاء بن ابی رباحؒ اور ابن ابی ملیکہؒ بھی شامل ہیں، نیز فقہاء اہلِ مدینہ اور امام مالکؒ کے اصحاب نے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ بدعت ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے مساجد میں اجتماعی شب بیداری کے معاملہ میں اہلِ شام کے دو قول لکھے ہیں ایک استحباب کا اور دوسرا کراہت کا دوسرے قول کو آپ نے ترجیح دی ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

,, والثانی انہ یکرہ الاجتماع	دوسرا یہ کہ شبِ برارت میں مساجد کے اندر کسی خاص

؎ نور الایضاح مع شرح وحاشیہ طحطاوی، ص ۳۲۶ -

فیھا فی المساجد للصلوٰۃ والقصص والدعاء ولا یکرہ ان یصلی الرجل فیھا لخاصۃ نفسہ وھٰذا قول الاوزاعی امام اھل الشام وفقیھھم وعالمھم وھٰذا ھو الاقرب ان شاء اللہ تعالیٰ[۱]	نماز، وعظ اور دعا کے لیے اکٹھے ہونا مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی اکیلا اپنی نماز اس رات مسجد میں پڑھے تو یہ مکروہ نہیں ہے یہی قول ہے امام اوزاعیؒ کا جو اہلِ شام کے امام فقیہ اور عالم ہیں، اور یہی قول درستگی کے زیادہ قریب ہے انشاء اللہ۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا یہ قول پیچھے گزر چکا ہے کہ —

"اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے۔"

دوسری بات یہ بھی ہے کہ آج کل کے ایسے اجتماع منکرات سے خالی نہیں ہوتے لوگ مسجد میں شور و شغب اور لہو و لعب میں لگ کر آدابِ مسجد کو پامال کرتے ہیں اور نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنتے ہیں اس لیے ان سے بچنا ہی بہتر ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ جو اپنے آپ کو اہلِ حق میں سے سمجھتے ہیں وہ بھی عوامی رَو میں بہہ کر ان راتوں میں اہلِ بدعت کی طرح بڑے اہتمام کے

---

[۱] لطائف المعارف، ص ۱۴۴

ساتھ مساجد میں اجتماع کرتے ہیں، فالی اللہ المشتکیٰ۔

شب براءت میں مسجد کے اندر شب بیداری سے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ارشاد

حضرت امیر حسن علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۷ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"چہار شنبہ بست و پنجم ماہِ مذکور سعادت پائے بوسی حاصل شد، سخن در قرآن خواندن و قیامِ شب افتادہ بود، و طائفہ کہ در مسجد قیام کنند، بندہ عرضداشت کرد کہ اگر در خانۂ خود قیام کنند چگونہ باشد؟ فرمود کہ در خانۂ خود یک سیپارہ بخواند بہتر کہ در مسجد ختم کنند"۔ [1]

۲۵ شعبان المعظم بروز بدھ قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، شب براءت میں قیام اور قرآن خوانی کے متعلق بات چل رہی تھی اور ان لوگوں کا بھی تذکرہ تھا جو اس شب میں مسجد میں قیام کرتے ہیں، بندہ نے عرض کیا کہ اگر لوگ گھروں میں قیام کریں تو کیسا ہے؟ فرمایا کوئی اپنے گھر میں صرف ایک سپارہ پڑھے یہ اس کے لیے مسجد میں پورا قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

---

[1] فوائد الفواد (فارسی ص۲۴) طبع نولکشور ۱۳۲۶ھ

نمبر۶، شب برارت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام قبرستان تشریف لے گئے اور مُردوں کے لیے دُعاءِ مغفرت فرمائی، اس لیے اس رات میں قبرستان جانا اور اموات کے لیے دعاءِ مغفرت کرنا مستحب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

" وافضل ایام الزیارۃ اربعۃ یوم الاثنین والخمیس والجمعۃ والسبت ..... وکذا فی اللیالی المتبرکۃ لا سیما لیلۃ البراءۃ "[1]	زیارتِ قبور کے افضل دن چار ہیں، پیر، جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اسی طرح متبرک راتوں میں بھی زیارتِ قبور افضل ہے بالخصوص شب برارت میں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

" پندرہویں شب شعبان میں مُردوں کے لیے گورستان میں جاکر دعاء و استغفار کرنا مستحب ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔"[2]

لیکن یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے قبرستان تشریف لے گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں، جتھے اور جماعت بنا کر نہ جائیں اور شریعت کے مطابق فاتحہ پڑھ کر واپس آجائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں ہے اور مرد بھی اس شب قبرستان جانے کو فرض و واجب کی طرح ضروری نہ سمجھیں۔

---

[1] الفتاوی الہندیۃ ج ۵، ص ۳۵

[2] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص ۱۷

نمبر۷، پندرھویں شعبان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اس لیے اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"پندرہویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے"۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ شب برات کے اعمال مسنونہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"(۳) اس کی صبح کو یعنی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا"۔ [2]

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزہ کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے، البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہو اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھو، پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے، اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے" فقط۔ [3]

نواب قطب الدین صاحبؒ تلمیذ رشید شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

---

[1] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص ۱۷۔

[2] فضائل واحکام شب برات، ص ۸۔

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۶، ص ۵۰۰۔

" ایک بات اور، پورے سال میں مسنون روزوں کی تعداد اکیاون ہے تینتیس روزے تو یہی ہیں یعنی بحساب تین روزہ فی مہینہ، نو روزے ذی الحجہ کے مہینہ میں پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک ایک دن یوم عاشورار کا، ایک دن عاشورار سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا ایک، ایک روزہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کا اور چھ روزے شوال کے"۔ [1]

بہتر یہ ہے کہ شعبان کی ۱۳-۱۴، اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ایّام بیض کہتے ہیں اور ان میں روزہ رکھنا سنت ہے۔

شب برات میں کی جانیوالی بدعات

شب برات میں یوں تو بہت سی بدعات و رسومات کی جاتی ہیں ہم یہاں صرف ان بدعات و رسومات کا ذکر کریں گے جو نہایت پابندی اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہیں۔

آتش بازی

شب معراج کی طرح شب برات کے موقعہ پر بھی مسلمان لاکھوں روپے آتش بازی کی نذر کر دیتے ہیں۔ آتش بازی کی رسم میں ایک تو بے جا مال ضائع کیا جاتا ہے جو اسراف کی مد میں آتا ہے، شریعت نے اسراف کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے لہٰذا جو لوگ آتش بازی کرتے ہیں وہ اپنا مال بھی ضائع کرتے ہیں اور گناہ بھی سر مول لیتے ہیں۔ دوسرے آتش بازی اپنی جان اپنے بچوں اور پاس پڑوس کے لوگوں کی جان کے لیے خطرہ کا بھی سبب ہے، ہر سال اخبارات میں آتش بازی سے ہونے والے جانی و مالی نقصان کی خبریں چھپتی

---

[1] مظاہر حق جدید ج ۲، ص ۳۶۴۔

رہتی ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اتنی مقدس رات میں لوگ کس بیکار مشغلہ میں اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ خود بھی اس رسم بد سے بچیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے منع کریں، انہیں بتلائیں کہ اس سے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔

چراغاں شب برات کے موقعہ پر لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ مسجدوں اور مکانات میں بہت زیادہ روشنی کا اہتمام کرتے ہیں، مسجدوں میں برقی لائیٹیں لگاتے ہیں اور مکانوں کی چھتوں پر موم بتیاں جلاتے ہیں لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ یہ کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے جو سخت ناجائز اور حرام ہے اس رسم کی ابتداء برامکہ سے ہوئی ہے جو آتش پرست تھے، چنانچہ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس رسم کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"قال علی بن	علی بن ابراہیم فرماتے ہیں
ابراھیم و اول	کہ چراغاں اور روشنی کرنے
حدوث الوقید	کی ابتداء برامکہ سے ہوئی ہے
من البرامکۃ وکانوا	یہ لوگ اصل میں آتش پرست
عبدۃ النار	تھے، جب یہ مسلمان ہوئے
فلما اسلموا ادخلوا	توانہوں نے یہ رسم اسلام
فی الاسلام" [1]	میں داخل کردی۔

ہمیں چاہیے کہ اس فضول اور بیکار رسم سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو

---

[1] ماثبت بالسنۃ مترجم، ص ۳۶۳

بھی اس سے بچائیں۔

حلوے مانڈے کی رسم

مسلمانوں نے اس رسم کو بھی ایسا لازم کرلیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھتے ہیں کہ شب برات ہی نہیں ہوتی ، اس رات میں بجائے اس کے کہ ہماری عورتیں عبادات میں مشغول ہوں حلوے مانڈے کے چکر میں پڑی رہتی ہیں ، اچھے اچھے کھانے پکاتی ہیں حلوہ و پنجیری بناتی ہیں اور باقاعدہ طور پر سینیوں میں سجا کر سسرال بھیجتی ہیں ، اگر کوئی اس رسم سے بچے تو اسے بُرا سمجھتی ہیں ، حالانکہ اس شب میں ایسا کوئی کام شریعت سے ثابت نہیں لہٰذا ہمارے مرد و زن سب کو چاہیے کہ ان فضولیات ولغویات کو چھوڑ کر اس شب میں جو کرنے کے کام ہیں ان میں مشغول ہوں ، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔